شب قدر کے تقاضے

سید قطب شہیدؒ ○

[سورۃ القدر] میں اُس رات کا تذکرہ ہے جس کا پوری کائنات نے فرحت و انبساط کے ساتھ استقبال کیا۔ یہ ملاءِ اعلیٰ اور زمین کے مابین ربط و اتصال کی رات تھی۔ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نزولِ قرآن کے آغاز کی رات تھی۔ یہ اُس عظیم واقعے کی رات تھی، جس کی طرح کا کوئی واقعہ عظمت و اہمیت، حقائق کی طرف رہنمائی اور حیاتِ انسانی پر اپنے اثرات کے لحاظ سے زمین نے مشاہدہ نہ کیا تھا۔ ایسا واقعہ جس کی عظمت کو انسانی ادراک پوری طرح پا نہیں سکتا:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۝۱ وَمَآ اَدۡرٰكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۝۲ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۝۳ (القدر ۹۷:۱-۳) بے شک ہم نے اُسے شبِ قدر میں نازل کیا ہے۔ اور تم کیا جانو! شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

قرآنی آیات، جو اس واقعے کو بیان کرتی ہیں، گویا نور سے جگمگ جگمگ کر رہی ہیں۔ وہ اللہ کے نور کو جو پُرسکون، خوش منظر، محبت سے بھرپور اور کائنات میں جاری و ساری ہے اور جو قرآن میں پھیلا ہوا ہے، ہرسُو بکھیر رہی ہیں۔ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ''بے شک ہم نے اُسے 'شبِ قدر' میں نازل کیا ہے!''

اللہ کے نور کے ساتھ فرشتوں اور روح الامین کے نور اور پوری رات زمین اور ملاءِ اعلیٰ کے مابین اُن کی آمد و رفت سے بھی یہ آیات معمور ہیں:

تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۝۴ (۹۷:۴) فرشتے اور روح الامین اس میں اپنے ربّ کے اذن سے ہر حکم کو لے کر اُترتے ہیں۔

○ ترجمہ: مولانا سید حامد علی

اسی کے ساتھ یہ آیات صبح کے نور کو، جو نورِ وحی اور نورِ ملائکہ سے ہم آہنگ ہے اور سلامتی کی روح کو جو پوری کائنات کی ارواح میں جاری وساری ہے، پیش کرتی ہیں:

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (۹۷:۵) سرتا سر امن وسلامتی (کی رات)! یہ صبح کے طلوع ہونے تک۔

جس رات کا اِس سورت میں ذکر ہے، یہ وہی رات ہے جس کا ذکر سورۂ دخان میں اِس طرح ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (الدخان ۴۴:۳-۶) بے شک ہم نے اِس (قرآن) کو ایک بابرکت رات میں اُتارا ہے۔ یقیناً ہم (قرآن کے ذریعے) لوگوں کو خبردار کرنے والے ہیں۔ اس رات میں تمام حکیمانہ امور ہمارے حکم سے طے ہوتے ہیں۔ بے شک ہم ہی رسول بھیجنے والے ہیں۔ یہ تمھارے ربّ کی رحمت کے باعث ہے۔ یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

شبِ قدر رمضان ہی کی ایک رات ہے، جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ (البقرہ ۲:۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو انسانوں کے لیے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت کے واضح دلائل اور حق و باطل میں فرق کرنے والی واضح تعلیمات ہیں۔

یعنی رمضان المبارک کی اِس رات میں قرآن مجید کے نزول کی ابتدا ہوئی تا کہ آپ اُس کی تعلیمات لوگوں تک پہنچائیں۔ ابنِ اسحاقؒ کی روایت ہے کہ سب سے پہلے سورۂ علق کی ابتدائی آیات کی وحی رمضان المبارک کے مہینے میں نازل ہوئی، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عبادت کے لیے غارِ حرا میں خلوت گزیں تھے۔

یہ رات کون سی ہے؟ اس سلسلے میں بہت سی روایات ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا

ہے کہ رمضان کی ۲۷ ویں شب ہے۔ کچھ اور روایات سے ۲۱ ویں شب۔ بعض دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے ایک رات ہے اور کچھ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی کوئی ایک رات ہے___ بہر حال زیادہ راجح بات یہ ہے کہ شبِ قدر رمضان ہی کی ایک رات ہے۔

اس رات کا نام لَيْلَةُ الْقَدْرِ کیوں ہے؟

'قدر' کا ایک مفہوم ہے: 'منصوبہ بندی اور تدبیرِ امر'۔ دوسرا مفہوم ہے 'قدر و قیمت اور مقام' اور دونوں ہی مفہوم اس عظیم واقعے ___ قرآن، وحی اور رسالت کے سلسلے میں صحیح ہیں۔ کائنات میں اس سے زیادہ عظیم کوئی واقعہ نہیں، نہ اس سے زیادہ کوئی واقعہ بندوں کی تقدیر اور تدبیرِ امر سے متعلق ہے۔

''شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔ قرآن مجید میں اس طرح کے مواقع پر عدد سے کوئی مخصوص تعداد مراد نہیں ہوتی۔ اس سے صرف کثرت کا اظہار مقصود ہوتا ہے، یعنی یہ رات نوعِ انسانی کی زندگی کی ہزار ہا راتوں سے بہتر ہے! ہزاروں مہینے اور ہزار ہا سال گزر جاتے ہیں اور حیاتِ انسانی پر اُن کے اثرات اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں پڑتے جتنے اِس مبارک اور سعید رات نے انسانی زندگی پر ڈالے۔

اِس رات کی عظمت کی حقیقت انسانی فہم و ادراک سے ماورا ہے: وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ''اور تم کیا جانو! شبِ قدر کیا ہے؟''

اس رات کے سلسلے میں جو افسانوی داستانیں عوام میں پھیلی ہوئی ہیں، اس کی عظمت کا اُن سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ اس لیے عظیم ہے کہ اسے قرآن کے ___ جس میں عقیدہ، فکر، قانون اور زندگی کے وہ تمام اصول و آداب ہیں، جن سے زمین اور انسانی ضمیر کی سلامتی وابستہ ہے ___ نزول کے آغاز کے لیے منتخب کیا گیا۔ یہ اس لیے بھی عظیم ہے کہ اس میں ملائکہ بالخصوص جبریل علیہ السلام اپنے ربّ کے اِذن کے ساتھ قرآن لے کر زمین پر نازل ہوئے۔ اور پھر یہ فرشتے کائنات کے اس جشنِ نوروز کے موقع پر زمین و آسمان کے مابین پھیل گئے۔ سورت اِن اُمور کی تصویر کشی کرتی ہے۔

ہم اِس بزرگ اور سعید رات کی طرف دیکھتے ہیں جس کا مشاہدہ اُس رات زمین نے کیا

اور اُس رات میں جس امر کی تکمیل ہوئی، اس کی حقیقت پر غور کرتے ہیں اور زمانے کے مختلف مراحل، زمین کے واقعات اور قلوب و اذہان کے تصورات و افکار پر اس کے دور رس اثرات کو دیکھتے ہیں، تو ہم واقعتاً ایک عظیم امر کا مشاہدہ کرتے ہیں اور قرآن مجید نے وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ''اور تم کیا جانو! شبِ قدر کیا ہے؟'' کہہ کر اُس رات کی عظمت کی طرف جو اشارہ کیا ہے، اُسے ہم تھوڑا سا سمجھ پاتے ہیں۔

اِس رات میں تمام حکیمانہ امور کا فیصلہ ہوا۔ اس رات میں قدریں، بنیادیں اور پیمانے وضع ہوئے۔ اس میں افراد کی قسمتوں سے بڑھ کر قوموں، نسلوں اور حکومتوں کی قسمتوں کا فیصلہ ہوا بلکہ اس سے بھی زیادہ عظیم امر، حقائق، طور طریق اور قلوب کی قدریں طے ہوئیں۔

نوعِ انسانی اپنی جہالت و بدبختی سے اِس شب کی قدر و قیمت، اس واقعہ ـــ وحی ـــ کی حقیقت اور اس معاملے کی عظمت سے غافل ہے، اور اس جہالت و غفلت کے نتیجے میں وہ اللہ کی بہترین نعمتوں سے محروم ہے۔ وہ سعادت اور حقیقی سلامتی، دل کی سلامتی، گھر کی سلامتی اور سماج کی سلامتی کو، جو اسلام نے اسے بخشی تھی ـــ کھو چکی ہے۔ مادی ارتقا اور تہذیب و تمدن کے جو دروازے آج نوعِ انسانی پر کھلے ہیں، اُس سے اِس محرومی کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ آج انسانیت شقاوت و بدبختی کا شکار ہے حالانکہ پیداوار کی کثرت ہے اور معاشی وسائل کی بہتات ہے۔

جمیل نُور، جو انسانیت کی روح میں ایک بار چمکا تھا، بجھ چکا ہے۔ ملاءِ اعلیٰ سے ربط و تعلق کی فرحت و انبساط کا خاتمہ ہو چکا ہے اور روحوں اور دلوں پر سلامتی کا جو فیضان تھا، وہ مفقود ہو چکا ہے۔ روح کی اِس مسرت، آسمان کے اس نور اور ملاءِ اعلیٰ سے ربط و تعلق کی مسرت کا کوئی بدل اسے نہیں مل سکا ہے!

ہم اہلِ ایمان مامور ہیں کہ اِس یادگار واقعے کو فراموش نہ کریں، نہ اُس سے غافل ہوں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری ارواح میں اس یاد کو تازہ رکھنے کا بہت آسان طریقہ مقرر فرما دیا، تاکہ ہماری ارواح اُس رات سے اور جو کائناتی واقعہ ـــ وحیِ آسمانی ـــ اس میں رُونما ہوا، اس سے ہمیشہ وابستہ رہیں۔ آپؐ نے ہمیں اس بات پر اُبھارا کہ شبِ قدر کو ہم ہر سال رمضان کے آخری عشرے کی راتوں میں ڈھونڈیں اور اس رات میں جاگ کر اللہ کی عبادت کریں۔

بخاری اور مسلم میں ہے: ’’شبِ قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو‘‘۔ اور صحیحین ہی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس کسی نے شبِ قدر میں اللہ کی عبادت ایمان اور احتساب کی حالت میں کی، اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے‘‘۔

اسلام ظاہری شکلوں اور رسموں کا نام نہیں ہے۔ اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ’شبِ قدر‘ کی عبادت کے بارے میں فرمایا کہ وہ ’ایمان‘ اور ’اِحتساب‘ کی حالت میں ہو۔ ایمان کا مطلب یہ ہے کہ شبِ قدر جن عظیم مطالب و معانی سے وابستہ ہے (دین، وحی، رسالت اور قرآن) انھیں ہم ذہن میں تازہ کریں، اور ’احتساب‘ کا مطلب یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ کی رضا کے لیے اور اخلاص کے ساتھ ہو۔ اسی صورت میں قلب کے اندر اُس عبادت کی متعینہ حقیقت زندہ و بیدار ہوسکتی ہے اور قرآن جس تعلیم کو لے کر آیا ہے، اس سے ربط وتعلق قائم ہوسکتا ہے۔

تربیت کا اسلامی نظام، عبادت اور قلبی عقائد کے درمیان ربط قائم کرتا ہے اور اُن ایمانی حقائق کو زندہ رکھنے، انھیں واضح کرنے اور انھیں زندہ صورت میں مستحکم بنانے کے لیے عبادات کو بطور ذریعہ کے استعمال کرتا ہے، تاکہ یہ ایمانی حقائق غور وفکر کے دائرے سے آگے بڑھ کر انسان کے احساسات اور اس کے قلب و دماغ میں اچھی طرح پیوست ہوجائیں۔

یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ تربیت کا یہی نظام اِن حقائق کو زندہ و تازہ رکھنے اور دل کی دنیا اور عمل کی دنیا میں انھیں حرکت بخشنے کے لیے موزوں ترین نظام ہے۔ یہ بات بھی واضح ہوچکی ہے کہ ان حقائق کا صرف نظری علم، عبادت کی معاونت کے بغیر اِن حقائق کو زندہ و برقرار نہیں رکھ سکتا اور نہ کسی اور طریقے سے ہی ممکن ہے اور نہ اِس نظام کے بغیر ان حقائق کو فرد اور معاشرے کی زندگی میں قوتِ محرکہ کی حیثیت حاصل ہوسکتی ہے۔

شبِ قدر کی یاد اور اس میں ایمان و احتساب کے ساتھ اللہ کی عبادت، اِس کامیاب اور بہترین اسلامی نظامِ تربیت کا ایک جزو ہے۔ (فی ظلال القرآن)